URDU PALACE URDU PALACE URDU

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

URDU PALACE URDU PALACE URDU

زہر بھرا انتقام

بنتِ حوا

اولاد انسان کی ہو یا جانور کی پیاری سب کو ہوتی ہے، اتفاقاً ہونے والے حادثے نے

جہاں ایک کی جان بچائی دوسرے کو موت دے دی

عشاء کی نماز ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا، ایک تو ویسے ہی اس وقت تقریباً سبھی لوگ اندھیرے کمروں میں نیند کے مزے لے رہے ہوتے ہیں اور جو کہیں کہیں جلتے بلب کی وجہ سے تھوڑی بہت روشنی ہوتی ہے وہ بھی لوڈ شیڈنگ کی نظر ہو چکی تھی، گاؤں میں ابھی صرف چوہدری کے گھر ہی یو پی ایس کی

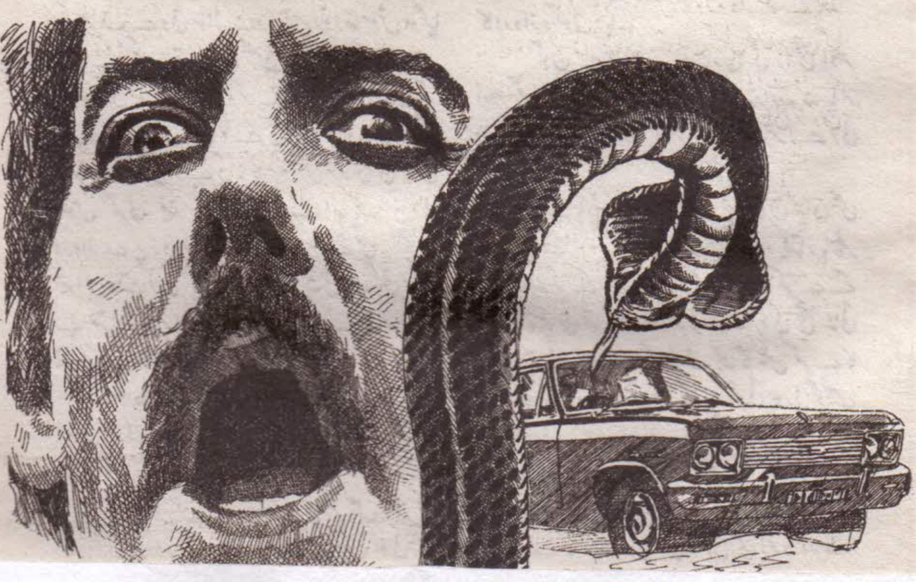

سہولت موجود تھی باقی گھروں میں اب بھی لالٹین یا موم بتی سے کام چلالیا جاتا تھا۔انور سردی کے باعث بستر میں دبک گیا ساتھ میں اس کا تین سالہ بیٹا محسن اس کی بغل میں گھسا کہانی سنانے کی ضد کررہا تھا اس کی بیوی عذرا بھی فارغ ہوکر اپنی چارپائی پر جالیٹی تھی۔

''بس کر محسن اپنے ابے کو تنگ نہ کر آ میں سناتی ہوں تجھے کہانی'' عذرا نے محسن کو بہلا کر پاس بلانے کی آخری کوشش کی۔

''نہیں مجھے ابا سے ہی سنی ہے بس'' اس ڈر سے کہ کہیں اس کی ماں اسے اٹھا کر اپنے پاس نہ لے جائے وہ ضدی لہجے میں کہتا انور سے اور بھی زیادہ لپٹ کر لیٹ گیا۔''یااللہ آج تو سردی کی انتہا ہوگئی ہے'' عذرا نے کپکپاتے لہجے میں کہتے ہوئے لحاف کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لیا پھر بھی سردی محسوس ہوتی رہی تو اس نے سر بھی لحاف میں کرلیا۔انور نے محسن کو کہانی سنانا شروع کردی اور وہ ہمیشہ کی طرح کہانی کے ہر فقرے پر سوالات کرنے لگا۔عذرا کچھ دیر باپ بیٹے کی باتیں سنتی رہی پھر نیند کی وادی میں اترتی چلی گئی ۔لحاف کی گرمی ، باپ کے پیار اور شفقت بھری پناہ میں آکر محسن بھی زیادہ دیر نیند سے جنگ نہ کرسکا اس کی طرف سے کوئی سوال نہ ہونے پر انور خاموش ہوگیا اس نے مسکراتے ہوئے محسن کے ماتھے کو چوما اور پھر خود بھی سونے کا ارادہ کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔کمرے میں جلتی کوئلے کی انگیٹھی کی ہلکی روشنی کمرے کو روشن کرنے کی ناکام کوشش کررہی تھی تینوں نفوس گہری نیند میں تھے جب اچانک بیرونی دروازے پر زور زور سے دستک ہونے لگی۔''الٰہی خیر اس وقت کون آیا ہوگا'' عذرا پریشانی سے کہتی ہوئی بے اختیار بستر پر اٹھ بیٹھی۔انور بھی جاگ چکا تھا اتنے میں ایک بار پھر دستک ہونے لگی۔

''سو جا تو میں دیکھتا ہوں جا کر'' انور چادر لپیٹتا باہر کی طرف لپکا جاتے جاتے اس نے میز پر رکھی ٹارچ بھی اٹھالی۔

''ذرا دھیان سے۔'' عذرا کی فکر میں کوئی کمی نہیں آئی تھی وہ ابھی تک چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی بلکہ اس کا دل کررہا تھا کہ وہ بھی انور کے ساتھ باہر جا کر دیکھے کہ اتنی رات کو کون آیا ہے مگر وہ جانتی تھی انور کو اس کا اس طرح اتنا پریشان ہونا برا لگے گا اسی لیے وہیں بیٹھ کر انور کی واپسی کا انتظار کرنے لگی ۔ٹارچ کی روشنی میں انور دروازے کی طرف جارہا تھا جانے اس کے دل میں کیا سمائی کہ اس نے سائیڈ پر پڑی ہوئی کلہاڑی اٹھا کر مضبوطی سے دائیں ہاتھ میں پکڑ لی، ملکی حالات کا تقاضا تھا کہ محتاط رہا جائے ۔انور صحن میں آیا تو سردی کی لہر اسے اپنی رگوں میں اترتی محسوس ہونے لگی۔شدید سردی اور اندھیرے نے مل کر ماحول کو خاصا پر اسرار بنادیا تھا لیکن گاؤں کے لوگوں کے لیے یہ عام بات تھی ہاں البتہ اگر کوئی اجنبی اس وقت وہاں آنکلتا تو ایک بار تو ضرور ماحول کے اثر میں آکر سہم ہی جاتا۔دروازہ اب بھی اتنی ہی شدت سے بجایا جارہا تھا۔

''آرہا ہوں بھائی صبر کرو'' انور نے زور سے آواز لگائی لیکن شاید اس کی آواز باہر تک نہیں پہنچی تھی دستک اسی طرح جاری تھی۔انور کو جھنجھلاہٹ ہونے لگی اس نے لمبے لمبے قدموں سے جلدی جلدی بڑا سا صحن پار کیا اور ہوشیار رہتے ہوئے باہر کا دروازہ کھول دیا۔

''کون ہے؟'' اس نے ٹارچ کی روشنی اِدھر اُدھر گھماتے ہوئے سوال کیا، کوئی جواب نہ پاکر دروازے کے باہر ادھر ادھر بھی دیکھا مگر اسے کوئی دکھائی نہ دیا۔

''عجیب بات ہے کون تھا اور چلا کیوں گیا وہ بھی ایسے اچانک'' وہ کچھ لمحے اور وہاں کھڑا دیکھتا رہا پھر دروازہ بند کر کے اندر چلا آیا ابھی وہ اپنے کمرے کے سامنے پہنچا ہی تھا کہ اسے اندر سے عذرا کی چیخ سنائی دی وہ تیزی سے اندر کی طرف بھاگا لیکن کمرے کا منظر دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے اندر کوئی چور ڈاکو نہیں تھا بلکہ وہ ایک بڑا سا سانپ تھا جو محسن کی طرف بڑھ رہا تھا۔انور دیوانہ وار چیختا ہوا کلہاڑی کا وار کرنے کے لیے سانپ پر جھپٹا لیکن وہ لمحوں میں نظروں کے سامنے سے غائب ہوگیا، بجلی آچکی تھی انور اور عذرا

نے بلب جلا کر کمرے کا ایک ایک کونہ چھان مارا مگر وہاں کوئی سانپ دکھائی نہ دیا۔عذرا محسن کو سینے سے لگائے سہمی ہوئی نگاہوں سے کمرے میں ہر طرف دیکھ رہی تھی جبکہ انور بھی خاصا پریشان دکھائی دے رہا تھا،اس کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔اس نئی مصیبت نے ان کے ذہن سے دروازے پر ہونے والی دستک کا خیال نکال دیا تھا،باقی کی رات ان دونوں نے جاگ کر ہی گزاری کمرے کا بلب بھی رات بھر جلتا رہا۔کبھی کبھی وہ دونوں ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے پھر اپنی اپنی سوچوں میں کھو جاتے۔

☆......☆

اگلے دن ایک بار پھر سارے گھر میں بڑی باریک بینی سے سانپ کی تلاش کی گئی تھی اور اس کے نہ ملنے پر وہ دونوں کچھ سکون محسوس کرنے لگے تھے۔عذرا رات بھر جانے کون کون سی سورتیں پڑھ پڑھ کر گود میں سوئے محسن پر پھونکتی رہی تھی دن نکلتے ہی اس نے چاول پکا کر بچوں میں تقسیم کیے تھے یہ ایک طرح سے خدا کا شکر ادا کرنے کا اس کا طریقہ تھا۔محسن پر سے صدقے بھی اتارے گئے اور سرمے کی سلائی سے اس کے سینے پر دل کی جگہ کاٹا مار کر نظر بند سے بچانے کی تدبیر بھی کر لی گئی تھی۔ان سب حفاظتی انتظامات کے بعد وہ پرسکون ہو گئی تھی وہ جو ایک خوف سا دل کو جکڑے ہوئے تھے اب غائب تھا شام تک وہ سب کچھ بھول بھال کر اپنی گھر گرہستی میں مشغول ہو چکی تھی۔

☆......☆

''کیا بات ہے انور تو کچھ پریشان لگ رہا ہے،گھر پر سب خیریت تو ہے نا؟''اگلے دن کھیتوں میں دوپہر کا کھانا کھانے بیٹھے تو نورو اس سے پوچھے بنا نہ رہ سکا۔نور محمد عرف نورو انور کا دوست ہی نہیں ساجھے وال بھی تھا۔دونوں اپنے گھر میں اکیلے تھے کھیتوں میں کام کرنا ایک اکیلے انسان کے بس کی بات نہ تھی کہ دکھ سکھ بھی ہر انسان کی زندگی کے ساتھ لگا ہی رہتا ہے،دونوں کے کھیت ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ایک دن مشورے سے دونوں نے فیصلہ کیا کہ آج سے وہ دونوں مل کر ساری زمین پر کھیتی باڑی کریں گے اور جو ملے گا اسے آدھا آدھا بانٹ لیں گے۔آج تین سال ہونے کو آئے تھے انہیں اپنے فیصلے پر کبھی پچھتاوا نہیں ہوا تھا،دونوں ایک دوسرے کے لیے بھائیوں سے بڑھ کر تھے۔نورو چار دن سے شہر گیا ہوا تھا اس کی بیٹی کا بخار اترنے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔گاؤں کی ڈسپنسری سے دو تین بار دوا لینے پر بھی جب آرام نہ آیا تو وہ بیوی بچوں کو لے کر شہر اپنی سالی کے گھر چلا گیا تھا آج صبح ان کی واپسی ہوئی تھی گاؤں پہنچتے ہی وہ کھیتوں میں چلا آیا تھا اور دونوں صبح سے کاموں میں لگے ہوئے تھے۔نورو کے بار بار پوچھنے پر انور نے اس رات کا سارا قصہ اسے کہہ سنایا۔

''عجیب بات ہے اتنی سردی میں سانپ نکلتے تو نہیں ہیں ویسے،اور پھر اس کا اس طرح غائب ہو جانا''نورو بھی حیران تھا۔

''اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے نورو کہ اس سے پہلے ایک اور سانپ بھی نکلا تھا میرے گھر سے۔اسے بھی میں نے محسن کے پاس دیکھا تھا''انور نے مزید بتایا۔

''یہ کتنے دن پہلے کی بات ہے؟''نورو نے چونکتے ہوئے دریافت کیا۔

''جس صبح تو شہر کے لیے نکلا تھا اسی دن کی بات ہے،تیری بھابی نے مجھے سویرے گھر کا کچھ ضروری سامان لانے کے لیے کہا تھا۔میں پہلے کھیتوں پہ رہا اور جب سورج نکل آیا تو سوچا جا کر گھر سامان دے آؤں۔میں سامان لے کر گھر پہنچا تو محسن کی ماں صحن میں کپڑے دھو رہی تھی۔میں نے محسن کے بارے میں پوچھا تو بولی کمرے میں کھیل رہا ہے۔میں نے سوچا محسن کے لیے جو مٹھائی لایا ہوں وہ خود ہی اسے دے دیتا ہوں بہت خوش ہو جائے گا یہی سوچ کر میں اندر گیا اور میں نے دیکھا محسن موڑھے پہ بیٹھا ہے،ٹی وی پر کارٹون لگے تھے۔وہ انہی کو دیکھنے میں مگن تھا اور اس کے موڑھے کی دائیں طرف ایک سانپ تھا محسن کو

شایداس کی موجودگی کی خبر بھی نہ تھی، میں نے برآمدے میں پڑے موسلے کو اس سانپ پر دے مارا۔ خدا کا شکر ہے میں وقت پہ پہنچ گیا ورنہ جانے کیا ہو جاتا، اور پرسوں رات پھر ایک اور سانپ اور وہ سانپ بھی محسن کی منجی (چارپائی) کی طرف ہی جا رہا تھا، میں تو بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ نہ جانے یہ کیا ماجرا ہے'' انور واقعی بہت پریشان تھا۔

''فکر نہ کر انور ے اتفاق بھی تو ہو جاتا ہے نا دنیا میں، تو مالک کا کرم دیکھ دونوں بار اس نے محسن کو کسی بھی نقصان سے بچا لیا''، نورو بھی یہ سب سن کر سوچ میں پڑ گیا لیکن اس نے انور کو تسلی دینا ضروری سمجھا۔

''ہاں میں بھی یہی سوچ رہا تھا اگر میں دروازہ بجنے پہ نہ اٹھتا تو وہ شاید سوتے میں ہی۔۔۔'' اس سے آگے کے منظر کا تصور کر کے ہی انور کا دل لرز کر رہ گیا تھا۔

''تجھے پتا چلا کون آیا تھا اس رات دروازے پر؟'' نورو کے سوال پر انور کا ذہن اس بات کی طرف گیا جسے وہ اب تک بھلائے ہوئے تھا۔

''یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھا۔''

''تم نے کسی سے پوچھا بھی نہیں؟؟'' نورو نے مزید پوچھا۔

''نہیں یار مجھے تو خیال ہی نہیں رہا اس بات کا میں آج معلوم کرتا ہوں کہ کون آیا تھا اس رات''۔

کھانا کب کا ختم ہو چکا تھا بلکہ اس کے بعد دونوں حقے کے کئی کش بھی لگا چکے تھے اب پھر سے دونوں کام کرنے کے لیے تیار تھے۔

☆......☆

کھیتوں سے واپس آتے ہوئے انور اور نورو نے کئی جگہ پر لوگوں سے باتوں باتوں میں جاننے کی کوشش کی کہ اس رات کوئی انور کے گھر آیا تھا کیا؟ مگر انہیں ہر طرف انکار ہی سننے کو ملا۔

''میں تجھے پریشان نہیں کرنا چاہتا انور لیکن مجھے یہ معاملہ کچھ اور ہی لگ رہا ہے'' گھر کی طرف جاتے ہوئے نورو نے انور سے کہا۔

''کیا مطلب ہے تیرا؟''

''دیکھ انور پہلی بات تو یہ کہ تیرا گھر گاؤں کے بالکل کونے میں ہے یعنی گاؤں کے باقی گھروں سے کافی ہٹ کر ہے۔ ایسے میں اگر گاؤں میں کسی کو رات کے اس ٹائم کوئی ضرورت بھی ہوتی تو وہ اپنے اردگرد کے گھروں میں جاتا نہ کہ اتنی دور تیرے گھر جاتا اور پھر فرض کرو کسی وجہ سے چلا بھی گیا تھا تو تجھ سے بات کیے بنا واپس کیوں چلا جاتا؟'' نورو کی بات نے انور کو بھی سوچ میں ڈال دیا لیکن اسے اب بھی دستک اور سانپ کے درمیان کوئی تعلق دکھائی نہ پڑ رہا تھا۔ نورو کا گھر آ گیا تھا وہ اللہ حافظ کہتا انور سے جدا ہو گیا اور انور اکیلا اپنے گھر کی جانب چل پڑا۔ جہاں اس کی بیوی اور بیٹے کی صورت میں زندگی بانہیں پھیلائے اس کی منتظر تھی۔

☆......☆

اس کے بعد کئی سارے دن یونہی گزرتے چلے گئے انور اور عذرا بھی اس بات کو بھول بھال گئے لیکن اچانک ایک دن پھر ایسا واقعہ ہوا کہ وہ بھولی ہوئی بات پھر سے سوالیہ نشان کی صورت ان کے ذہنوں میں خوف پھیلانے لگی۔ اس روز رات بھر کھیتوں پر رہنے کی باری نورو کی تھی۔ صبح سویرے انور نے اس کی جگہ ڈیوٹی سنبھالنا تھی اسی لیے وہ بہت سویرے ہی گھر سے نکل گیا تھا، عذرا بھینسوں کا دودھ دوھ کر فارغ ہوئی تو دودھ کی بالٹی سائیڈ پر رکھتے ہوئے اس کی اچٹتی سی نظر صحن کی طرف اٹھی تھی اور پھر وہیں جم کر رہ گئی تھی، صحن میں بڑا سا سانپ رینگتا ہوا محسن کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ عذرا نے چاہا کہ وہ بھاگ کر محسن کے پاس پہنچے لیکن خوف کی شدت نے اس کے قدموں کو زمین سے جکڑ کر رکھ دیا تھا پھر ایک عجیب بات ہوئی عذرا کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سانپ وہاں سے غائب ہو گیا اس کے غائب ہوتے ہی عذرا جیسے کسی سحر سے آزاد ہو گئی اور بے تابانہ انداز میں اس طرف بھاگی مگر سانپ کا کوئی اتا پتا نہ تھا کمرے میں محسن میٹھی نیند کے مزے لے رہا تھا۔ عذرا نے فوراً انور کو بلا بھیجا، انور نے بہت سمجھایا کہ وہ سانپ کوئی حقیقت نہیں تھا بلکہ اس کا وہم تھا جو اس کے خوف کی